

## سیرت رسول ﷺ کی تاریخیت --- ایک تجزیاتی مطالعہ

ساجد اقبال \*

انسانی رہنمائی اور ہدایت کے لیے بعثت انبیاء:

اللہ تعالیٰ نے اس خوبصورت کائنات میں حضرت انسان کو تمام مخلوقات سے زیادہ حسین و جمیل پیدا کیا۔ ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (۱) پھر بنی نوع انسان کی مادی اور روحانی ضروریات کی تکمیل اور رہنمائی کیلئے نبوت و رسالت کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سلسلہ میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مبعوث کیے جو مختلف اوقات میں مختلف علاقوں اور مختلف قوموں کی طرف بھیجے گئے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ (۲)، ﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ﴾ (۳) یہ شخصیات تاریخ انسانیت کی سب سے اہم ترین ہستیاں ہیں جنہوں نے تاریخ عالم پر گہرے اور انمٹ نقوش ثبت کئے ہیں۔ اور انسانی تاریخ انہی کی پاکیزہ سیرتوں کے تذکرے سے منور اور معطر ہے ان میں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نمایاں اور قابل ذکر ہیں۔

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ﴾ (۴)

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا﴾ (۵)

انہی بزرگوں کی پیروی سے ہم ہدایت پاسکتے ہیں ان تطیعوا تہتدوا اور انہی کی پیروی میں ہماری اخلاقی و روحانی پریشانیوں اور بیماریوں کا تریاق پوشیدہ ہے۔

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں۔ ”نوحؑ کا جوش تبلیغ، ابراہیمؑ کا ولولہ توحید، اسحاقؑ کی وراثت پدیری، اسماعیلؑ کا ایثار، موسیٰؑ کی سعی و کوشش، ہارونؑ کی رفاقت حق، یعقوبؑ کی تسلیم، داؤدؑ کا غربت حق پر ماتم، سلیمانؑ کا سرو و حکمت، زکریاؑ کی عبادت، یحییٰؑ کی عفت، عیسیٰؑ کا زہد، یونسؑ کا اعتراف قصور، لوطؑ کی جانفشانی اور ایوبؑ کا صبر، یہی وہ حقیقی نقش و نگار ہیں جن سے ہماری روحانی اور اخلاقی دنیا کا ایوان آراستہ ہے اور جہاں کہیں ان صفات عالیہ کا وجود ہے وہ انہی بزرگوں کی مثالوں اور نمونوں کا عکس ہے۔“ (۶)

نبی آخر الزماں ﷺ ان تمام بیغیرانہ صفات سے متصف ہیں بلکہ یہ تمام خوبیاں آپ کی ذات اقدس میں انتہائی نقطہ عروج پر ہیں۔ جامی نے کیا خوب کہا ہے

\* اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا، پاکستان

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تہا داری (۷)

غیر الہامی مذاہب کے بانیان:

ان حضرات کے علاوہ کچھ اور مذہبی رہنماؤں مثلاً زرتشت، بدھ مہاراج، کرشن مہاراج اور کنفیوشس وغیرہ نے بھی انسانی تاریخ کے دھارے کو موڑنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ لیکن آج اگر ہم ان شخصیات کے حالات زندگی اور سیرتوں کا تاریخی اور تجزیاتی مطالعہ کرنا چاہیں تو ان کی سیرتوں سے متعلق بہت کم تاریخی شہادتیں دستیاب ہوں گی۔ کسی شخصیت کے تاریخی مطالعے سے مراد ہے کہ ہم اس شخص کی زندگی کی تفصیلات کو تاریخی واقعات اور روایت و درایت کے معیار پر پرکھیں۔ اس کے احوال محض افسانے اور قصے کہانیاں نہ ہوں بلکہ وہ واقعات تاریخی سند کا درجہ رکھتے ہوں۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے صرف چھبیس انبیاء کرام کے اسماء گرامی ہم جانتے ہیں جبکہ ہم ان معزز ہستیوں کے احوال بہت کم جانتے ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ دوسرے مذہبی رہنماؤں مثلاً مہاتما بدھ، زرتشت، کنفیوشس اور کرشن کے بارے میں کتنی معلومات دستیاب ہیں اور ان کی سند کتنی قابل اعتماد ہے یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے؟ دوسرے لفظوں میں ہم ان حضرات کی سیرتوں اور ان کے مذہبی لٹریچر کی صحت پر کس قدر اعتماد کر سکتے ہیں؟

زرتشت کے حالات زندگی اوستا سے، بدھ مہاراج کی سیرت تری پتا کا سے، کنفیوشس کے احوال Analects سے اور کرشن مہاراج کے حالات رامائن اور مہابھارت سے جان سکتے ہیں۔ لیکن ان کتابیات کی تاریخی حیثیت کے متعلق ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ بدھ کا مذہبی لٹریچر ”تری پتا کا“ بدھ کی وفات کے ۲۵۰ سال بعد پالی زبان میں لکھا گیا۔

Mr. Loard writes "The Buddha (Like Jesus) left behind him no written work" (8)

فرانسیسی سکالر ڈاکٹر لیمان لکھتا ہے ”ان ہزار ہا جلدوں میں جو ہندوؤں نے اپنے تین ہزار سال کے تمدن میں تصنیف کی ہیں ایک تاریخی واقعہ بھی صحت کے ساتھ درج نہیں ہے قدیم ہندوؤں کی کوئی تاریخ بھی نہیں ہے اور نہ ہی عمارات اور یادگاروں سے ان کی تلافی ہوتی ہے۔۔۔ ہندوستان کا تاریخی زمانہ فی الواقع مسلمانوں کی فوج کشی کے بعد سے شروع ہوا اور ہندوستان کے پہلے مورخ مسلمان ہیں (۹)۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مقالہ نگار زرتشت کے متعلق لکھتا ہے: ”زرتشت کی جس شخصیت سے گاتھا کے اشعار میں ہماری ملاقات ہوتی ہے وہ نئی اوستا کے زرتشت سے بالکل مختلف اور متضاد ہے اس دوسرے افسانہ کی معجزانہ شخصیت سے تاہم ہم یہ توقع نہ کرینگے کہ ہم گاتھا سے زرتشت کے فیصلہ کن حالات جان سکتے ہیں وہ ہم کو زرتشت کی زندگی کا کوئی تاریخی بیان نہیں دیتی“۔ (۱۰)

M.N. Dhalla writes, " We know every thing of the life of

Muhammad, we know something of Buddha and Jesus, But we know nothing particularly of the life of Zaroaster."(11)

ان مصلحین کی ابتدائی و عائلی زندگی اور دعوتی و تبلیغی کاوشوں کے بارے میں ہم بہت کم جانتے ہیں۔ ہم ان کی شخصیت و تعلیمات اور ان کے ابتدائی پیروکاروں کے متعلق بہت کم اور غیر مستند معلومات رکھتے ہیں۔ ان کی اپنی مذہبی کتابیں غیر مربوط اور متضاد مواد پر مشتمل ہیں جو ان شخصیات سے متعلق حقیقی رہنمائی فراہم نہیں کرتی ہیں۔

حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی سیرتوں کی حقیقت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک اولوالعزم رسول اور ایک عملی انسان تھے۔ لیکن ان کی سیرت جو تورات یا عہد نامہ قدیم کے ذریعے سے ہمیں ملتی ہے اس کی صحت کس حد تک یقینی ہے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار کے بقول موجودہ تورات حضرت موسیٰ کے انتقال کے تین سو سال بعد معرض وجود میں آئی۔

ایک مستشرق ابو عیسیٰ الوراق نے جناب مسیح علیہ السلام کے بارے میں ایک کتاب "A Quest for Historical Christ" کے عنوان سے لکھی۔ یہ حضرت عیسیٰ کے وجود کو فرضی قرار دیتا ہے اور ان کی پیدائش اور تثلیث کے بیان کو رومی و یونانی میتھالوجی کی نقالی قرار دیتا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے شہر شکاگو کے ایک مشہور رسالے وین کورٹ کے کئی شماروں میں حضرت عیسیٰ کے فرضی وجود پر بحث کی جاتی رہی ہے۔ حضرت عیسیٰ کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے بعد 60ء سے 110ء کے عرصے میں مختلف لوگوں نے اناجیل مرتب کیں جن میں سے صرف چار کو یقینی کی کونسل میں مستند قرار دیکر باقی اناجیل کو غیر ضروری اور غیر مستند قرار دے دیا گیا۔ ان چار اناجیل کے مؤلفین میں سے کوئی ایک بھی سیدنا عیسیٰؑ کا حواری اور شاگرد نہیں تھا۔

عصر حاضر کی نامور کالریکن آرم سٹرانگ رقم طراز ہے:

"Jesus himself remains an enigma. There have been interesting attempts to uncover the figure of the historical Jesus a project that has become something of scholarly industry. But the fact remains that the only Jesus we really know is the Jesus described in the New Testament, which was not interested in scientifically objective history. There are no other accounts of his mission and death. We can not even be certain why he was crucified".(12)

اناجیل اربعہ کے مطابق حضرت عیسیٰ نے 33 برس عمر پائی ان میں صرف آخری تین سالوں کے حالات کے بارے میں معلومات ملتی ہیں اور ان کی صحت کے بارے میں بھی کوئی حتمی بات نہیں کی جاسکتی۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مطابق حضرت

عیسیٰ کی زندگی کے صرف پچاس دنوں کا ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے (۱۳)  
 بقول سید سلیمان ندوی: ”پروفیسر رینا نے جناب عیسیٰ کی زندگی کے احوال کو دنیا کی گمشدہ تاریخ کے اوراق سے  
 ڈھونڈنے کیلئے کیا کیا نہ کیا لیکن حضرت عیسیٰ کے واقعات زندگی نہ ملنا تھے نہ مل سکے“ (۱۴)  
 یہودیوں کی مقدس کتاب تورات ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی جس کے پانچ اجزاء ہیں جن کو خمسہ موسوی بھی کہا  
 جاتا ہے۔

۱۔ پیدائش ۲۔ خروج ۳۔ قانون ۴۔ گنتی ۵۔ تثنیہ

اس آخری جزو کو حضرت موسیٰ کی وفات کے چھ سو سال بعد تورات میں شامل کیا گیا۔ اس میں حضرت موسیٰ کی  
 وفات، تجہیز و تکفین اور ان کے بعد حالات بھی ملتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ پر انجیل مقدس نازل ہوئی اسے آپ نے لکھوانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا۔ بہت ساری اناجیل میں سے  
 چار کو چوتھی صدی عیسوی میں مستند قرا دے دیا گیا جنہیں اناجیل اربعہ کہا جاتا ہے۔

۱۔ متی ۲۔ لوقا ۳۔ مرقس ۴۔ یوحنا

یہ اناجیل حضرت عیسیٰ کی سوانح عمریاں ہیں یہ تقریباً ستر سے ایک سو دس عیسوی کے دوران لکھی گئیں اور ان اناجیل کے  
 مولفین میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ کا حواری نہیں تھا، انجیل کی اصل زبان آرامی تھی جبکہ بائبل کا قدیم ترین نسخہ یونانی میں  
 ملتا ہے۔ ان دونوں الہامی کتابوں کی حفاظت و صداقت کا معیار بھی ایک سوالیہ نشان ہے؟

ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری Funk Hoover & Jesus Seminars کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"All the Gospels originally circulated anonymously. Authoritative names were later assigned to them by unknown figures in the early Church. In most cases the name are guesses or perhaps the result of pious wishes". (15)

باسورتھ اسمتھ رقمطراز ہے کہ شعراء، انبیاء، مدبرین اور قانونی ماہرین کی ایک بڑی تعداد نے مل کر ایک لمبے عرصے  
 میں بائبل کو مرتب کیا ہے۔ جو متضاد آراء اور دستاویزات پر مشتمل ہے۔ باسورتھ کے اس بیان نے نہ صرف بائبل کے  
 الہامی ہونے بلکہ اس کی تاریخی حیثیت کو بھی مشکوک کر دیا ہے۔ (۱۶)

ایک جرمن سکالر Albert Schweitzer نے ایک مضمون "Von Remarus Zu Wrede" 1906ء

میں لکھا جس کا انگریزی ترجمہ ڈاکٹر مونگمری واٹ نے

"A Quest for Historical Christ" 1910ء میں کیا۔ ان اقتباسات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ

خود عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ کی تاریخی حیثیت مشکوک اور ناقابل یقین ہے۔

معاصر استشرقاتی فکر کا پوس منظر:

مستشرقین کی اکثریت یہودیت اور عیسائیت کی پیروکار ہے لہذا وہ یہودیت اور عیسائیت کی طرح اسلام میں کمزوریوں کو نہ صرف تلاش کرنے بلکہ ثابت کرنے کی بے سود کوششیں کرتے ہیں۔  
پروفیسر فلپ کے ہٹی بیان کرتا ہے:

"Though the only one of the world Prophet to be born with in the full light of history Muhammad, But little is known to us about his early life."(17)

اسی ضمن میں ڈاکٹر برنارڈ لیوس کا موقف یہ ہے:

"Little is known of the ancestry and early life of Muhammad and even little has dwindled steadily on progress, modern scholarship has called one after another of data of Muslim tradition into question".(18)

اسی طرح ہیرالڈ موٹز کی بھی اسی نوعیت کا پیرایہ اختیار کرتے ہوئے رقمطراز ہے:

" At present the study of Muhammad, the founder of Muslim Community is obviously caught in a dilemma on the one hand, it is not possible to write on a historical biography of the prophet without being accused of using the sources critically, while on the other hand, when using the sources critically, it is simply not possible to write such a biography."(19)

مستشرقین اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اگر یہودیت اور عیسائیت کو ٹھیک اسی شکل میں پیش کیا جائے جس طرح موجودہ بائبل پیش کرتی ہے تو اس میں لوگوں کے لیے منطقی بنیادوں پر ان عقائد کو قبول کرنا مشکل ہوگا۔ خود عیسائیوں اور یہودیوں کے دلوں میں بھی ہزاروں شبہات پیدا ہو جائیں گے جیسا کہ قرآن مجید اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ (۲۰)

مستشرقین کے نزدیک اسلام کے مقابلے میں اس کی صداقت ثابت کرنا ناممکن ہو جائے گا اور معاملہ ہاتھوں سے نکل جائے گا اس خوف کی وجہ سے اول دن ہی سے یہودیت اور عیسائیت کے علمبرداروں نے طریقہ اختیار کیا کہ اس مسئلہ کو چھیڑا ہی نہ جائے۔ یعنی اپنے مذہب کو بائبل کی روشنی میں آنے ہی نہ دیا جائے بلکہ اپنے ہم مذہبوں کا دھیان اپنے مذہب کی صداقت کو جانچنے سے ہٹا کر اسلام کی مذمت پر لگا دیا جائے۔ اس سے دو فائدے ہوئے ایک تو عام یہودی اور عیسائی اپنے مذہب پر قائم رہے۔ اور اس کی خامیوں سے واقف نہ ہو سکے اور دوسری طرف مسلمان دفاع پر مجبور ہو گئے۔ انہوں نے سیرت اور تاریخ

اسلام کو کچھ اس طرح الجھایا اور پے در پے اتنے اعتراضات کیے کہ اہل اسلام معاملات کو سلجھانے اور ان کے عائد کردہ الزامات کی تردید اور صفائی میں مصروف ہو گئے۔ چنانچہ مسلمانوں کا ایک طبقہ اس طوفان کی تاب نہ لا سکا اور صفائی کرتے کرتے مصالحت پر اتر آیا اور کہیں کہیں اعتراف شکست کے بعد ہتھیار ہی ڈال بیٹھا۔ مستشرقین نے مختلف سمتوں سے کچھ اس طرح منظم حملے کئے کہ مسلمان اختلافات میں الجھ گئے۔ اور سچائی خود ان کی نظروں میں مشتبہ ہو گئی یہی مستشرقین کا مقصد تھا۔ (۲۱)

اس لئے انہوں نے بائبل کی طرح قرآن مجید میں تحریف ثابت کرنے کی بھرپور کوششیں کیں لیکن اس میں بری طرح ناکام و نامراد ہوئے۔ مسلمانوں کو مزید الجھانے کے لئے انہوں نے قرآن مجید اور سیرت رسول ﷺ کو خصوصی تنقید کا ہدف بنایا ہے۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام ماننے کی بجائے اسے محمد رسول اللہ ﷺ کا کلام قرار دیتے ہیں اور حضرت محمد ﷺ کے حوالے سے نئے نئے افسانے تراشتے ہیں۔

### سیرت سرور عالم ﷺ کی اہمیت و محفوظیت:

ان تمام بائبل مذہب میں صرف اور صرف سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ایک ایسی ہستی ہیں جن کی سیرت پوری طرح محفوظ و مامون ہے آپ ﷺ کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات، جزئیات، حدیث اور سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہیں اور آپ نے اپنی نبوت کے اثبات میں اپنی سابقہ زندگی اپنے مخاطبین کے سامنے پیش کی۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۲۲)

آج تک جتنی کتابیں رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر لکھی گئی ہیں اتنی دنیا کے کسی بڑے سے بڑے انسان کی سیرت پر نہیں لکھی گئیں۔ ان سیرت نگاروں میں اکثریت مسلمانوں کی ہے جو آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے فیوض و برکات سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے علاوہ ایک بڑی تعداد ان سیرت نگاروں کی ہے جو آپ ﷺ کی رسالت کے تو قائل نہیں ہیں لیکن وہ آپ ﷺ کی سیرت پر مختلف وجوہ سے لکھنے کو اپنے لیے باعث صدا افتخار سمجھتے ہیں۔ اور انہی مغربی مصنفین کو ہم مستشرقین کے نام سے پکارتے ہیں۔

اس ضمن میں پروفیسر مارگولیتھز رقمطراز ہے:

"The biography of the Prophet Muhammad form a long series which it is impossible to end, but in which it would be honourable to find a place" (23)

یعنی محمد ﷺ کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا قابل عزت ہے۔ سیرت رسول ﷺ ایک سدابہار موضوع ہے۔ جس پر لکھنے اور پڑھنے کو مسلمان اپنے دین اور ایمان کا جزو جانتے ہیں، جس میں دنیا اور آخرت کی فلاح پوشیدہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ پر آپ کے سنہری دور سے آج تک مسلسل لکھا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ کائنات کے اختتام تک جاری رہے گا۔

ابوزرعہ کا قول ہے کہ صحابہ کا شمار کون کر سکتا ہے وصال نبویؐ کے وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ موجود تھے (۲۴) ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ نے آپؐ کے ساتھ حج ادا کیا جبکہ بہت سے صفار اور بوڑھے صحابہؓ و صحابیاتؓ حج پر نہ جاسکے ہوں گے۔

ابن کثیر کے مطابق حضرت علیؓ بن حسینؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے مغازی کی تعلیم ایسے دیتے تھے جس طرح قرآن کی سورۃ کی تعلیم دیتے تھے۔ (۲۵)

محمد بن عمر الواقدی مسجد نبویؐ میں باقاعدہ مغازی کا درس دیا کرتے تھے۔ (۲۶)

عاصم بن عمر بن قتادہ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جامع مسجد دمشق میں سیر و مغازی اور صحابہؓ کے مناقب و فضائل کی تعلیم کیلئے خاص طور پر مقرر کیا تھا (۲۷)

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: ”سیرت کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان کیلئے فرض ہے اس لئے کہ سعادت دارین رسول ﷺ کی لائی ہوئی رہنمائی اور ہدایت پر مبنی ہے لہذا ہر وہ شخص جو اپنے لئے سعادت کا طالب ہے اپنا خیر خواہ ہے اپنی نجات چاہتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت، آپ ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کے معاملات سے آگاہی حاصل کرنے کا پابند اور مکلف ہے“ (۲۸)

امام اسحاق بن راہویہؒ نے اپنے لائق ترین شاگرد امام محمد بن اسماعیل بخاری سے کہا کہ تم احادیث نبویہ کی ایک صحیح ترین کتاب لکھو۔ چنانچہ امام محمد بن اسماعیل نے الجامع الصحیح مرتب کی جس کے بارے میں پوری ملت اسلامیہ کا اجماع ہے کہ قرآن مجید کے بعد اس زمین پر سب سے صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے

اسی طرح امام ابن تیمیہؒ نے اپنے لائق ترین شاگرد امام ابن کثیرؒ کو کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر صحیح ترین کتاب رقم کرو لہذا امام ابن کثیر نے السیرۃ النبویہ کے نام سے سیرت پر ایک صحیح کتاب تحریر کی۔ جو کتب سیرت میں بلند ترین مقام رکھتی ہے۔

امام ابن حزم ظاہریؒ لکھتے ہیں: ”کہ سیرت کا علم حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے“۔ اور ایک دوسرے مقام پر یوں نقل کرتے ہیں کہ: جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا بغور مطالعہ کرے گا وہ لامحالہ آپ ﷺ کی تصدیق پر مجبور ہوگا آپ ﷺ کی سیرت کی گواہی دے گا کہ آپ ﷺ حقیقت میں اللہ کے رسول ﷺ ہیں اگر اس کے سامنے آپ ﷺ کی سیرت کے سوا کوئی اور معجزہ نہ بھی ہو تو اس کیلئے کافی ہے۔ (۲۹)

سیرت کا مفہوم:

لفظ سیرت ساری سیرا سے مشتق ہے جس کے معنی چلنے پھرنے، چال چلن، کردار، سنت، طریقہ، شکل و صورت، روش اور ہیئت وغیرہ کے آتے ہیں۔ (۳۰)

ڈاکٹر سید عبداللہ کے بقول سیرت کا مفہوم طریقے و مذہب، سنت، ہیئت، حالت اور کردار تک محدود نہیں بلکہ اس سے مراد ہے داخلی شخصیت، اہم کارنامے، افکار اور حالاتِ زندگی بھی ہیں اور آگے چل کر ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں۔ تمام اشخاص کی بایوگرافی کو سیرت کہنا زیادتی ہے کیونکہ سیرت کے لفظ کو اصولی طور پر آنحضرت ﷺ کے حالات ہی سے مخصوص سمجھنا چاہئے۔ (۳۱)

ابن کثیر کے بقول رسول اللہ ﷺ کے حالات زندگی اور اخلاق و عادات کے بیان کا نام سیرت ہے۔ (۳۲)

سیرت کا لفظ قرآن مجید اور احادیث میں بھی آتا ہے:

﴿قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سُنْعِيذَهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى﴾ (۳۳)

اسے پکڑ لو اور خوف نہ کرو اسے ہم پھر پہلی والی حالت پر لے آئیں گے

﴿فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَىٰ الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ﴾ (۳۴)

جب موسیٰ نے اپنی مدت پوری کی تو وہ اپنی بیوی کو لے کر چل پڑے۔

قام علیؓ علی المنبر فذكر رسول الله ﷺ فقال قبض رسول الله ﷺ واستخلف ابو بكرؓ

فعمل بعمله وسار بسيرته حتى قبضه الله عز وجل على ذلك، ثم استخلف عمرؓ على ذلك فعمل

بعملها وسار بسيرتها حتى قبضه الله عز وجل على ذلك (۳۵)

حضرت علیؓ منبر پر کھڑے ہوئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ آپ ﷺ انتقال فرما گئے اور ابو بکر

خليفة مقرر ہوئے تو انہوں نے آپ ہی کی طرح اپنے فرائض سرانجام دینے اور آپ کی سیرت پر چلے حتیٰ کہ اللہ نے ان کی روح

قبض کی پھر عمرؓ خلیفہ بنے انہوں نے بھی اپنے دونوں پیش رواں کے طریقے پر عمل کیا اور ان کی سیرت پر چلے کہ اللہ تعالیٰ نے ان

کی روح کو بھی قبض کر لیا۔

ایک روایت میں ہے کہ: قال سار رسول الله ﷺ الى خيبر (۳۶) آپ ﷺ خيبر کی طرف گئے

مسلمانوں میں مطالعہ سیرت کی روایت:

صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید لکھنے پر مامور کیا جنہیں کاتبین وحی کہا جاتا ہے جن کی تعداد

۴۱ بیان کی جاتی ہے

اسی طرح بہت سے صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی زندگی میں ہی حدیث نبویہ بھی لکھا کرتے تھے اور آپ ﷺ حدیث لکھنے

کی حوصلہ افزائی فرماتے۔

i. وحد ثواعنى ولا حرج ومن كذب على متعمدا فليتبوا مقعده من النار (۳۷)

ii. استعن بيمنك على حفظك (۳۸)



iii. قید و العلم بالكتاب (۳۹)

iv. اکتب الابی شاہ (۴۰)

v. اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما یخرج منه الاحق (۴۱)

حضرت عمرو بن العاص کے بیٹے حضرت عبداللہ نے احادیث کا ایک صحیفہ لکھا جس میں 1000 احادیث تھیں جسے صحیفہ صادقہ کہا جاتا ہے۔ (۴۲)

حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت انس بن مالک اور دوسرے کئی صحابہؓ کے پاس حدیث کے صحیفے موجود تھے۔

اس کے علاوہ بیثاق مدینہ، صلح حدیبیہ، دوسرے ملکوں کے حکمرانوں کے نام دعوتی خطوط (ڈاکٹر حمید اللہ نے الوثائق السیاسیہ کے نام سے آپ ﷺ کے خطوط اور وثائق جمع کئے ہیں، اس میں تقریباً ۲۸۱ خطوط اور وثائق جمع ہیں) اور آپ ﷺ نے مدینہ میں مردم شماری کرائی اور پندرہ سو صحابہ کے نام لکھے گئے (۴۳)

امام مسلم بن شہاب زہری نے 99ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حکم پر احادیث کے بہت سے مجموعے تیار کئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے شاگرد ہمام بن منبہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات کو جمع کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے صحیفہ ہمام بن منبہ کو برلن یونیورسٹی کی لائبریری سے ڈھونڈ کر ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی نے اپنی کتاب (Methodology in Early Hadith Literature) میں صحابہ کرامؓ کے حدیث کے 48 اورتا بعین کے 250 حدیث کے صحیفوں کا ذکر کیا ہے۔ پہلی صدی ہجری جو خیر القرون ہے اس میں صحابہ کرامؓ اور تابعین نے حدیث و سیرت میں نمایاں سرگرمی دکھائی مدینہ منورہ میں حضرت سائب بن یزید کا انتقال 91ھ میں ہوا جب کہ حضرت انس بن مالک نے 93ھ کو بصرہ میں انتقال فرمایا۔

سید سلیمان ندوی نے خطبات مدراس میں چند صحابہ کرامؓ کی مرویات کی تعداد دی ہے۔

- 1- حضرت ابو ہریرہؓ (م- 59ھ) کی مرویات کی تعداد 5374 ہے۔
- 2- حضرت عبداللہ بن عباسؓ (م- 68ھ) کی مرویات کی تعداد 2660 ہے۔
- 3- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ (م- 58ھ) کی مرویات کی تعداد 2210 ہے۔
- 4- حضرت عبداللہ بن عمرؓ (م- 73ھ) کی مرویات کی تعداد 1630 ہے۔
- 5- حضرت جابر بن عبداللہؓ (م- 78ھ) کی مرویات کی تعداد 1560 ہے۔
- 6- حضرت انس بن مالکؓ (م- 93ھ) کی مرویات کی تعداد 1286 ہے۔
- 7- حضرت ابوسعید خدریؓ (م- 74ھ) کی مرویات کی تعداد 1170 ہے۔ (۴۴)

ان حضرات کے علاوہ کئی دوسرے صحابہ کرامؓ کی مرویات بھی حدیث اور سیرت کی کتابوں میں ملتی ہیں۔

8- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مرویات کی تعداد 848 ہے۔

9- حضرت عمرؓ (م-35ھ) کی مرویات کی تعداد 537 ہے۔

10- حضرت علیؓ (م-40ھ) کی مرویات کی تعداد 536 ہے۔

11- حضرت عثمانؓ (م-35ھ) کی مرویات کی تعداد 146 ہے۔

12- حضرت ابوبکرؓ (م-13ھ) کی مرویات کی تعداد 142 ہے۔

ڈاکٹر اسپرنگر (جرمن مستشرق) نے ابن حجر عسقلانی کی کتاب ”الاصابہ“ (جو صحابہؓ کے حالات زندگی پر لکھی گئی ہے) کے انگریزی ترجمے کے مقدمے میں لکھا ہے کہ: ”کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری ہے نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصیتوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے (۴۵)

سیرت النبی ﷺ کے ساتھ ساتھ مسلمان علماء نے صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی کو بھی قلمبند کیا ہے جیسے

1- الطبقات الکبریٰ از ابن سعد (م-261ھ) میں 11000 صحابہؓ کے حالات زندگی مکمل اور بڑی تفصیلات کے ساتھ محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔

2- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب از ابن عبدالبر (م-463ھ) میں 3500 صحابہؓ کے حالات موجود ہیں

3- اسد الغابہ از ابن اثیر جزری میں 7554 صحابہؓ کے حالات موجود ہیں

4- الاصابہ فی تمییز الصحابہ از ابن حجر عسقلانی (م-852ھ) میں 12267 صحابہؓ و صحابیاتؓ کے حالات زندگی قلمبند ہیں۔

تفسیر اور حدیث کی کتابوں میں مفسرین اور محدثین نے کتاب السیر کے عنوان سے سیرت پر لکھا ہے۔ سیرت کیلئے لفظ مغازی بھی شروع میں مستعمل رہا ہے۔ ابن ہشام نے مغازی کے لئے سب سے پہلے سیرت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مغازی اور سیرت کے ابتدائی مؤلفین میں عروہ بن زبیر (م-94ھ)، ابان بن عثمان (م-105ھ)، عاصم بن عمر بن قتادہ (م-120ھ)، شریحیل بن حسنہ (م-123ھ)، امام مسلم ابن شہاب زہری (م-123ھ)، عبداللہ بن ابوبکر بن حزم (م-135ھ) شامل ہیں۔ امام مسلم بن شہاب زہری کے دونوں شاگردوں [موسیٰ بن عقبہ (م-141ھ) اور محمد بن اسحاق (م-151ھ)] نے سیرت کے میدان میں نمایاں کام سرانجام دیا۔ ایک اور بڑے سیرت نگار ابو معشر سندھی (م-170ھ) ہیں جو کہ موسیٰ بن عقبہ کے شاگرد اور واقدی (م-207ھ) کے استاد ہیں محمد بن سعد (م-230ھ) واقدی کے شاگرد اور کاتب تھے۔ تب شروع سے مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کو قلم بند کرنا شروع کیا کیونکہ اس کی تاریخیت اور ضرورت کے علاوہ اس کی دینی اور علمی اہمیت بھی مسلمانوں کے لئے مسلم ہے۔ قرآن مجید میں اسی بات کی طرف یوں اشارہ ہے کہ:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (۴۶)

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (۴۷)

ایک جرمن مستشرق و سٹن فیلڈ نے 1882ء میں عرب میں علم تاریخ کے آغاز اور ارتقاء پر ایک کتاب لکھی تھی اس کتاب میں اس نے بہت سے نام تلاش اور جستجو سے جمع کئے اس کی تحقیق کے مطابق ابن اسحاق سے پہلے 27 افراد تھے جنہوں نے سیرت پر مواد جمع کیا ان نامور سیرت نویسوں میں تین صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی تحقیق میں ان 27 میں مزید اضافے کئے ہیں اب یہ تعداد تقریباً 40 ہے۔ ان چالیس میں چار وہ صحابہ کرامؓ بھی شامل ہیں جنہوں نے سیرت اور مغازی پر تحریری ذخیرے چھوڑے ہیں (۴۸)

سیرت رسول ﷺ کی تاریخیت کا استناد اور مستشرقین کی روش:

استشرقاتی تحقیق کی یہ زندہ مثال ہے کہ مستشرقین حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کے حالات زندگی کو بہت کم جانتے ہیں اور جو روایات ان کے ہاں متداول ہیں ان کی صحت کا معیار کیا ہے؟ بائبل کے اندر جناب موسیٰ کلیم اللہ اور جناب عیسیٰ روح اللہ کی جو تصاویر پیش کی گئی ہیں وہ کس حد تک قابل اعتماد ہیں؟ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اپنے انبیاء کے حقیقی احوال کی تصدیق کرنے کی کوشش کرتے لیکن انہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کی درخشندہ، روشن اور محفوظ سیرت کو مشکوک بنانے میں اپنی ساری صلاحیتیں کھپا دی ہیں۔

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ہمہ جہت ہے۔ دنیا میں جتنی بھی بڑی بڑی نامور شخصیات گزری ہیں انہوں نے زندگی کے کسی ایک شعبہ کو متاثر کیا ہے۔ مثلاً ارسطو اور سقراط فلسفی تھے سکندر اور دارا بڑے بادشاہ اور فاتح تھے سولن اور جومرانی قانون دان تھے۔ شیکسپیر اور ہومر بڑے شاعر تھے۔ جالینوس اور بقراط بڑے حکیم تھے، نیوٹن اور آئن سٹائن بڑے سائنسدان تھے لیکن ان سب حضرات نے اپنے اپنے متعلقہ فیلڈ میں شہرت حاصل کی جبکہ پوری انسانی تاریخ میں صرف اور صرف ایک شخصیت ایسی ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں یکساں مقبولیت کی حامل ہے۔ کسی بھی فلاحی معاشرے کے افراد کو کامیاب زندگی گزارنے کیلئے جن شعبہ ہائے حیات کے قیام کی انتہائی ضرورت ہے ان تمام شعبہ ہائے زندگی میں آپ ﷺ کی سیرت سے مکمل رہنمائی لی جاسکتی ہے انسانی تاریخ کی کسی بھی مہذب اور فلاحی ریاست کے قیام کیلئے مدینہ منورہ کی ریاست مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے مدینہ منورہ کی مثالی ریاست کو تاریخ انسانیت کی سب سے بڑی تاریخ ساز شخصیت نے پروان چڑھایا۔ یہ شخصیت اپنی ذات میں ہمہ جہت ہے اس کی ذات میں عالمگیریت، آفاقیت، جامعیت، عملیت، ہمہ گیریت، محفوظیت، ابدیت، اکملیت، علمیت اور تاریخیت جسے تمام پہلو اپنے کمال کو پہنچ چکے ہیں۔

اس مقالہ میں اس ذات اقدس ﷺ کی شخصیت کے تاریخی پہلو کو اجاگر کرنے کی ایک سعی کی گئی ہے۔ تاریخ کے لغوی معنی ہیں وقت کا بیان کرنا، تاریخ نکالنا یا کسی چیز کے واقعہ ہونے کے وقت کو واضح کرنا۔ علم تاریخ ایسا علم ہے جس میں حوادث

واقعات مع تاریخ کے بیان کئے جائیں۔ (۴۹)

علم تاریخ کو دو مفہام میں استعمال کیا جاتا ہے کبھی تو اس کا مفہوم وقائع کا بیان ہوتا ہے اور کبھی بذات خود تاریخ کا نام دیا جاتا ہے۔ (۵۰)

ہیروڈوٹس کے مطابق تاریخ سے مراد تلاش حق ہے۔ (۵۱)

کارل بیکر کے بقول تاریخ تمام اقوال و اعمال انسانی کا علم ہے۔ (۵۲)

کارلائل لکھتا ہے تاریخ غیر معمولی افراد اور نامور اشخاص کے لامتناہی سلسلے سے عبارت ہے جن کا عمل تہذیب انسانی میں نئے نئے تغیرات و انقلابات پیدا کرتا رہتا ہے۔ فطرت نے انسان کے حالات میں جو تغیرات پیدا کیے ہیں اور انسان نے عالم فطرت پر جو اثر ڈالا ہے ان دونوں کے مطالعہ کا نام تاریخ ہے۔

اگر ہم تاریخ کی درج بالا تعریفات کا جائزہ لیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ صحیح معنوں میں اگر اس کائنات میں کوئی تاریخی شخصیت ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ آپ ﷺ نے بنی نوع انسانیت کو حق کا رستہ دکھایا۔ کفر و شرک اور جہالت و گمراہی میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو ایک اللہ سے روشناس کرایا۔ انسانی تاریخ کی سب سے بڑی صداقت اور سچائی عقیدہء توحید ہے جس کی طرف آپ ﷺ نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر لوگوں کو پکارا یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا۔ آپ ﷺ کے اقوال اور اعمال بڑی تفصیل اور سچائی کے ساتھ احادیث، سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں محفوظ کیے گئے ہیں آپ ﷺ کی سچائی کی گواہی ابوسفیان نے بھی ہرقل کے دربار میں دی جو آپ ﷺ کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ ابو جہل آپ ﷺ کی صداقت اور شرافت کا دل کی گہرائیوں سے معترف تھا۔ اگر تاریخ تہذیب انسانی میں تغیر اور انقلاب کا نام ہے تو آپ ﷺ نے انسانیت کی تاریخ کا سب سے بڑا اور پائیدار انقلاب برپا کیا جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا یکسر قاصر ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ آپ ﷺ نے ظلمت و جہالت کے مقابلے میں علم و معرفت کے چشمے جاری کیے۔ آپ نے ظلم و بربریت کے خلاف دنیا والوں کو امن و سلامتی کا درس دیا۔ خون کے پیاسوں کو انسانوں کی جانوں کا محافظ بنا دیا۔ آپ نے دس سال کے کم عرصہ میں دس لاکھ مربع میل پر ایک مضبوط اور فلاحی ریاست قائم کر دی۔ آج دنیا کے نقشے پر ایک ارب ساٹھ کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ دنیا کی آبادی کا 23.4 فیصد مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ اس وقت ساٹھ اسلامی ریاستیں جو کہ اسلامی ممالک کی تنظیم کی رکن ہیں آپ ﷺ کی تاریخیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

عربی زبان میں تاریخ نویسی کی ابتداء نبی کریم ﷺ کی سیرت اور سرگرمیوں سے وابستہ ہے اسی لیے اس علم کے منابع کا پتہ حدیث نبوی کے مجموعوں میں ملتا ہے اور بالخصوص اس کا تعلق ان حدیثوں سے ہے جو آنحضرتؐ سے غزوات سے متعلق ہیں، چنانچہ ایک عام اصطلاح مغازی مروج ہو گئی جو ابتدائی زمانے کی کتب سیرت کے لئے استعمال ہونے لگی چونکہ علم مغازی کا ارتباط علم حدیث سے تھا اسی لئے تاریخ نویسی کے اسلوب تالیف پر اسناد کے استعمال کی وجہ سے گہرا اثر پڑا۔ (۵۳)

اگرچہ مستشرقین کے ایک گروہ نے آپ ﷺ کی سیرت کے تاریخی پہلو کو ماننے میں تامل کیا ہے لیکن دوسری طرف بہت سے مستشرقین نے ہر دور میں آپ ﷺ کے تاریخی کردار کا اعتراف کیا ہے۔  
ڈریپر بیان کرتا ہے:

"Four years after the death of Justinian, 569 Ad, was born at Mecca, in Arabia, the man who, of all men has exercised the greatest, influence upon the human race.(54)

تاریخ جغرافیہ کی تبدیلی کا نام ہے۔ رسول رحمت ﷺ نے دنیا کے جغرافیہ کو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔ وہ عرب معاشرہ جس میں قبائلی نظام تھا، کوئی مرکزی حکومت نہ تھی، آپ نے ایک مختصر عرصے میں عربوں کی کاپلٹ دی۔ انہیں ایک مرکزی حکومت کے تحت یکجا کر دیا تھا۔ اور جب آپ ﷺ اس دار فانی سے تشریف لے گئے تو اس وقت اسلامی ریاست کا رقبہ تقریباً دس لاکھ مربع میل تھا آپ ﷺ کے بعد آپ کے خلفاء نے چند ہی سالوں میں پوری دنیا کے نقشے اور جغرافیہ کو یکسر تبدیل کر دیا۔ اس ریاست نے اپنے پڑوس کی دو سپر طاقتوں روم اور ایران سے بیک وقت نبرد آزمائی کی اور ان ریاستوں کے اکثر علاقے فتح کر لئے۔ اور ایشیاء، افریقہ اور یورپ تک اس ریاست کی حدود کو توسیع دی۔

تاریخ انسانی میں غالباً کوئی واقعہ ایسا حیرت انگیز نہیں جیسے ظہور اسلام۔ ایسی سر زمین اور ایسی قوم سے ابھر کر جن کی قبل ازیں کوئی وقعت نہ تھی۔ اسلام ایک صدی کے اندر اندر نصف کرہ زمین پر پھیل گیا اس نے بڑی بڑی سلطنتوں کا تختہ الٹ دیا۔ صدیوں سے قائم شدہ مذاہب کا خاتمہ کر دیا۔ اقوام و امم کے ذہن کو نئے قالب میں ڈھال دیا اور ایک بالکل نئی دنیا، یعنی دنیائے اسلام پیدا کر دی۔

مائیکل ایچ ہارٹ آپ کی عظمت کا اعتراف ان تاریخی الفاظ میں کرتا ہے:

میرا حضرت محمد ﷺ کو دنیا کے سب سے زیادہ فکری اور موثر لوگوں کی فہرست میں سرفہرست کے طور پر منتخب کرنا بہت سے قارئین کو حیرت میں ڈال سکتا ہے۔ لیکن آپ تاریخ کی واحد ہستی ہیں جو دینی اور دنیوی دونوں میدانوں میں یکساں طور پر کامیاب رہے۔ ابتدائی بات عجیب لگ سکتی ہے کہ آپ کو حضرت عیسیٰ سے اعلیٰ درجے پر فائز کیا جائے۔ اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں اولاً آپ نے اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے جو کام سرانجام دیا وہ حضرت عیسیٰ عیسیٰ کی ترویج کی کاوش سے بہت زیادہ اہم ہے۔ مزید برآں آنحضرت ﷺ دینی امور کے ساتھ ساتھ دنیوی امور کے رہنما بھی تھے۔ درحقیقت آپ بجا طور پر ہمیشہ کے لیے عالم انسانیت کے سب سے اعلیٰ سیاسی رہنما ہیں۔ آپ کا اسی بے مثال دینی اور دنیوی اثر و رسوخ نے آپ کو تاریخ انسانی کی سب سے بااثر واحد شخصیت بنا دیا۔

"My Choice of Muhammad to lead the list of the world's most intellectual persons may surprise some readers and may be questioned by others, but he was

the only man in history who was supremely successful on both the religious and secular levels.... There are two principal reasons for that decision. First, Muhammad played a far more important role in the development of Islam than Jesus did in the development of Christianity.... It is this unparalleled combination of secular and religious influence which I feel entitles Muhammad to be considered the most influential single figure in human history.(55)

باسورتھ اسمتھ آپ کا سامی مذاہب کے بانیان کے ساتھ بالخصوص اور غیر سامی مذاہب کے بانیان کے ساتھ بالعموم موازنہ پیش کرتے ہوئے آپ کی تاریخی حیثیت اور سیرت کی محفوظیت کو سنہری الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے کہ ہم مذاہب عالم کے بانیان: زرنشت اور کنفیوشس احوال و آثار کو سولن اور سقراط کی نسبت کم جانتے ہیں۔ جناب موسیٰ اور بدھ کے متعلق اس سے کم واقف ہیں جتنا ہم امبروز اور آگسٹائن کے متعلق جانتے ہیں۔ ہم درحقیقت مسیح کی زندگی کے ٹکڑے میں سے ایک ٹکڑا جانتے ہیں۔ ان تیس برسوں کی حقیقت سے کون پردہ اٹھا سکتا ہے جس نے تین سال کے لیے راستہ تیار کیا۔ جبکہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے متعلق ہمارے پاس ٹھوس تاریخی حقائق و شواہد موجود ہیں اور ہم حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ملٹن اور لوتھر سے بھی زیادہ جانتے ہیں (۵۶)

فلپ کے ہٹی رسول اللہ ﷺ کے تاریخی کردار کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ تاریخ نے ایسے بہت سے اشخاص کے ناموں کو محفوظ رکھا ہے جنہوں نے کسی مذہب، قوم یا ریاست کی بنیاد ڈالی ہو لیکن دنیا حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کسی ایسے شخص کے نام سے نا آشنا ہے جس نے ان تینوں کی نہ صرف بنیاد ڈالی ہو بلکہ ان کو باہم مربوط فرما کر پروان بھی چڑھایا ہو۔

Muhammad; Triple initiator of religion, nation and state.... but if ever there was a man, other than Muhammad, who initiated all three institutions, history must have forgotten his name. The three founded by Muhammad were originally inextricably interwoven and to an extent interdependent.(57)

کتب سیرت کی فہارس:

آپ ﷺ پر لکھی گئی کتابوں کی تیار کردہ فہارس کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

- 1- ارمغان حق (کتب سیرت)، بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، 1981ء، دو جلدیں
- 2- معجم ما الف عن رسول اللہ ﷺ، صلاح الدین المنجد، بیروت، 1982ء، 423 صفحات
- 3- فہرست قومی نمائش کتب سیرت، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 1985ء، 472 صفحات

4- کتابیات سیرت رسول ﷺ (1937 تا 1987 ھ) ، حفیظ تائب، نیشنل بک فاؤنڈیشن آف پاکستان، 1988ء، 132 صفحات

5- رحمة العالمین ﷺ کتابیاتی جائزہ، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، 1991ء، 160 صفحات

6- سیرت النبی ﷺ سے متعلق فہرست کتب، مکتبہ سید احمد شہید، لاہور، 2001ء، 163 صفحات۔

7- الموسوعة السيرة النبوية الشريفة، بیروت، 2008ء، 704 صفحات

8- ذخیرہ کتب سیرت، قومی سیرت لائبریری و مرکز تحقیق ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 194 صفحات

9- سیرت کی ایک ببلوگرافی میں 29000 سے زائد کتابوں کا اندراج ہے۔ (۵۸)

10- شیر نوروز خان، چیف لائبریرین ڈاکٹر حمید اللہ لائبریری، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد نے اردو میں سیرت کی

کتب اور مقالات پر ایک انڈیکس تیار کیا ہے جس میں 7500 کتب و مقالات درج ہیں۔ اسی طرح انگریزی میں ایک

انڈیکس تیار کیا ہے جس میں انگریزی کتب سیرت اور مقالات کی تعداد تقریباً 2000 دی گئی ہے۔ ۱۱۔

مہر محمد حماد نے "Muhammad the Prophet: A selected Biography in Western Languages" کے عنوان سے اپنا Ph.D

کا مقالہ جو مشی گن یونیورسٹی میں 1965 میں پیش کیا گیا میں 1500

کتب سیرت کا اجمالی تعارف و جائزہ پیش کیا۔

باسورتھ اسمتھ قرآن مجید اور بائبل کی تاریخی حیثیت کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہے:

"The Holy Prophet is the greatest of all the reformers and Islam is the latest and most historical of the great religions of the world. While for his internal history, after his mission had been proclaimed, we have a book absolutely unique in its origin, in its preservation and in the chaos of its contents, but in the substantial authenticity of which no one has even been able to cast a serious doubt." (59)

رسول رحمت ﷺ تمام مصلحین میں سب سے ارفع و اعلیٰ ہیں اور اسلام دنیا کا سب سے جدید اور تاریخی مذہب

ہے۔ آپ کے مشن کی تکمیل پر ہم ایک بہت ہی منفرد کتاب (قرآن) رکھتے ہیں جو اپنی اصلیت، حفاظت اور مستند ہونے کے

اعتبار سے یکتا ہے اور اس کی جوہری صداقت و حقانیت پر کبھی کوئی شخص سنجیدہ شک نہ کر سکا۔

تاریخ انسانی کی اس واحد تاریخ ساز شخصیت نے نہ صرف دنیا کا جغرافیہ بدل ڈالا بلکہ دنیا کی نئی تاریخ بھی رقم کی۔ اس

نا بگذر روزگار ہستی نے بنی نوع انسانیت کی معاشرت، سیاست، معیشت، اخلاقیات، تمدن اور ثقافت کو بھی بدل ڈالا، اور دنیا کو

ایک مہذب و متمدن معاشرے سے روشناس کرایا۔ اور تاریخ انسانی کا سب سے بڑا اور پائدار انقلاب برپا کیا۔ آج دنیا کا ہر چھٹا انسان اس تمدن اور تہذیب کی اکائی ہے اور اس میں روز افزوں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور بقول سموئیل ہنکٹنگٹن وہ پاکستان کے ایٹم بم سے خوفزدہ نہیں بلکہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے بم سے خوفزدہ ہے، اور اس آبادی کا بہاؤ مشرق سے مغرب کی طرف بتدریج بڑھتا جا رہا ہے۔

آخر میں سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا حوالہ دینا ضروری خیال کرتا ہوں وہ سیرت سرور عالم ﷺ میں رقمطراز ہیں ”وہ (رسول اللہ ﷺ) ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کو تاریخ نے پرانا کر دیا ہے آپ ﷺ سب سے الگ، سب سے ممتاز اور انسانیت کے ایسے رہنما ہیں جو تاریخ کے ساتھ حرکت (March) کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور ہر دور میں ویسا ہی جدید (Modern) نظر آتے ہیں جیسا اس سے پہلے دور کیلئے تھے۔ تم جن لوگوں کو فیاضی کے ساتھ تاریخ بنانے والے (Makers of History) کا لقب دیتے ہو وہ حقیقت میں تاریخ کے بنائے ہوئے (Creatures of History) ہیں۔ دراصل تاریخ بنانے والا پوری انسانی تاریخ میں صرف یہی ایک شخص ہے۔ دنیا کے جتنے لیڈروں نے تاریخ میں انقلاب برپا کئے ہیں ان کے حالات پر تحقیقی نگاہ ڈالو تو دیکھو گے کہ اس موقع پر پہلے سے انقلاب کے اسباب پیدا ہو رہے تھے۔ اور وہ اسباب خود ہی اس انقلاب کا رخ اور راستہ بھی متعین کر رہے تھے جس کے پیدا ہونے کے وہ مقتضی تھے۔ انقلابی لیڈر نے صرف اتنا کیا کہ حالات کے اقتضاء کو قوت سے فعل میں لانے کیلئے اس ایکٹر کا پارٹ ادا کر دیا جس کے لئے سٹیج اور کام دونوں پہلے سے متعین ہوں۔ مگر تاریخ بنانے والوں یا انقلاب برپا کرنے والوں کی پوری جماعت میں یہ اکیلا ایسا شخص ہے کہ جہاں انقلاب کے اسباب موجود نہ تھے وہاں اس نے خود اسباب کو پیدا کیا۔ جہاں انقلاب کا مواد موجود نہ تھا وہاں اس نے مواد خود تیار کیا۔ جہاں اس انقلاب کی اسپرٹ اور عملی استعداد لوگوں میں نہ پائی جاتی تھی وہاں اس نے خود اپنے مطلب کے آدمی تیار کئے۔ اپنی زبردست شخصیت کو پکھلا کر ہزار ہا انسانوں کے قالب میں اتار دیا اور ان کو ویسا بنایا جیسا وہ بنانا چاہتا تھا۔ اس کی طاقت اور قوت ارادی نے خود ہی انقلاب کا سامان کیا، خود ہی اس کی صورت اور نوعیت معین کی اور خود ہی اپنے ارادے کے زور سے حالات کی رفتار کو موڑ کر اس راستے پر چلایا جس پر وہ اسے چلانا چاہتا تھا۔ اس شان کا تاریخ ساز اور اس مرتبے کا انقلاب انگریز تم کو اور کہاں نظر آتا ہے؟ (۶۰)

اس تاریخ ساز ہستی نے لوگوں کو صداقت، عدالت، سخاوت اور شجاعت کا عالمگیر پیغام دیا۔ آپ نے لوگوں کی ایسی تربیت کی کہ کسی کو حق و صداقت کا درس دے کر ابو بکر صدیقؓ بنادیا، کسی کو عدالت کا سبق پڑھا کر عمر فاروقؓ کر دیا، کسی کو سخاوت کی تعلیم دیکر عثمان غنیؓ اور کسی کو جرأت و شجاعت کے وصف سے مزین کر کے علی حیدر کرارؓ بنادیا۔ کہیں خالد بن ولیدؓ، ابو عبید بن جراحؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ جیسے صف اول کے فاتح، کہیں حسین ابن علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور ابو ذر غفاریؓ جیسے حق گو، کہیں امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ جیسے فقیہ، کہیں امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ جیسے محدث، کہیں عمر بن



عبدالعزیز، مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ جیسے مجدد، کہیں امام طبری، امام ابن کثیر اور امام رازی جیسے مفسر، کہیں بلاذری، ابن خلدون اور ابن اثیر جیسے تاریخ دان، کہیں غزالی، فارابی، ابن رشد اور بوعلی سینا جیسے فلسفی، کہیں جابر بن حیان، ابوالقاسم زہراوی، عبدالملک اصمعی، زکریا رازی اور ابن بیثم جیسے سائنسدان، کہیں سعدی، رومی اور اقبال جیسے شاعر، یہ سب نابغہ روزگار ہستیاں اسی عظیم اور تاریخ ساز شخصیت (محمد رسول اللہ ﷺ) کی تربیت اور فیض کا مظہر ہیں۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا (۶۱)

ریناں کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں:

"Unlike other religions which are cradled in mystery, Islam was born in the full light of history, its roots are at surface level, the life of its founder is as well known to us as those of the reformers of 17th century".

گستاوی بان ریناں کے حوالے سے لکھتا ہے کہ وہ کتب سیرت کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے ان کی صحت کا اعتراف کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کی عربی تصانیف جیسے سیرت ابن ہشام کا پایہ تاریخی حیثیت ہے انجیل سے بڑھ کر ہے (۶۲)

شباب کی بے پروائی اور غلطی کے اثرات اس وقت محو ہو سکتے ہیں جب گزشتہ تحریری مواد پر مکمل نظر ثانی کی جائے یا نئے سرے سے ایسی کتابیں لکھی جائیں جو پرانی کتابوں کے اثرات کو زائل کریں کیونکہ پہلے جن مسائل کو میں صحیح سمجھتا تھا بعد کی تحقیق سے صحیح ثابت نہیں ہوئے۔ (۶۳)

یہ کہا گیا ہے کہ عربوں کی تاریخ یورپ میں خاص طور پر ایسے مورخین نے لکھی جو عربی سے نابلد تھے یا ایسے عربی دانوں نے لکھی جو تاریخ سے نابلد تھے، (۶۴)

”محمد ﷺ نے ایک ایسے عالمی مذہب کی بنیاد ڈالی جو سادہ عقیدوں پر مشتمل سے ایک اللہ پر ایمان جس کو عقل تسلیم کرتی ہے۔ وہ نیکی پر جزا اور بدی پر سزا دیتا ہے۔ مغرب کا کوئی روشن خیال محمد ﷺ کی نبوت کو تسلیم نہ کرے تب بھی وہ ان کو تاریخ انسانی کے عظیم ترین افراد میں شمار کرنے پر مجبور ہے۔“ (۶۵)

پروفیسر ڈینس سورا تاریخ الادیان میں رقمطراز ہیں کہ مذاہب کے عظیم بانوں میں سے شاید محمد ہی ایک ایسے شخص ہیں جن کی شخصیت تاریخی حیثیت سے بالکل واضح ہے اور خرافات نے ان کی شخصیت پر کوئی پردہ اٹھا نہیں ڈالا ہے۔ (۶۶)

## حاصل مطالعہ:

اگر کسی نابغہ انسانی کی شخصیت کی پیمائش کے یہ تین معیارات: مقصد کی عظمت، وسائل کی کمی اور حیرت انگیز نتائج طے کر لئے جائیں تو تاریخ انسانی کی کسی بڑی سے بڑی ہستی کو بھی آپ ﷺ کے مقابلے میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ ﷺ نے بیک وقت فلاسفہ، ادباء، خطباء، قانوندانوں اور حکمرانوں کے افکار و نظریات کو متاثر اور مسخر کیا۔ آپ ﷺ نے انسانیت کو ایسے دین سے روشناس کرایا جس کے عقائد عقل و استدلال کی میزان پر پورے اترتے ہیں۔ آپ ﷺ نے بنی نو انسانیت کو توحید کا درس دیا اور اسے طاغوت کی غلامی سے نکال کر اسکا اپنے حقیقی خالق اور رب سے رابطہ جوڑ دیا۔ آپ نے قوم کی بجائے ایک ملت اور امت کی بنیاد رکھی جو رنگ، نسل اور وطن کی قید سے آزاد ہے۔ آپ ﷺ نے ایک ایسی ریاست کی بنا ڈالی جس کی مثال تاریخ انسانیت پیش کرنے سے یکسر قاصر ہے۔

آج انڈونیشیا و ملائیشیا سے لیکر مراکش اور الجزائر تک پھیلا ہوا عالم اسلام آپ کی تاریخیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ فوجی سے لیکر ریاستہائے متحدہ امریکہ تک مساجد کے میناروں سے اشدان محمد رسول اللہ کی گونجتی ہوئی صدا آپ کی تاریخی شخصیت کی گواہی دے رہی ہے۔ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام، مدینہ منورہ میں مسجد نبوی، بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ، بدر و احد اور حدیبیہ کے میدان آپ کی عظمت کے زندہ نشان ہیں۔

حضرت محمد ﷺ نے تہذیب انسانی کی تعمیر و ترقی میں سب سے متاثر کن اور نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ تاریخ انسانی، بجا طور پر آپ کی ذات پر فخر کر سکتی ہے آپ کی ذات اقدس تمام انسانوں کے لئے قیامت تک باعث نمونہ ہے۔ دنیا کا ہر انسان خواہ وہ زندگی کے کسی بھی شعبہ سے منسلک ہو وہ آپ کی ذات سے بھرپور رہنمائی حاصل کر سکتا ہے جیسا کہ آپ نے تمام انبیاء، حکماء، علماء، مصلحین، فلاسفر، سائنسدانوں، سیاستدانوں اور معیشت دانوں سے بڑھ کر انسانی زندگی کے تمام زاویوں کو متاثر کیا ہے اور انسانی تاریخ کا سب سے بڑا اور پائیدار انقلاب برپا کیا، جس کی مثال تاریخ انسانیت میں ڈھونڈنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اسی لئے آپ صحیح معنوں میں کائنات کی سب سے عظیم ترین تاریخی شخصیت ہیں۔

آپ تمام مصلحین میں سب سے ارفع و اعلیٰ ہیں اور اسلام دنیا کا سب سے جدید اور تاریخی مذہب ہے۔ جب آپ کا مشن پایہ تکمیل کو پہنچ گیا تو ہمیں ایک بہت ہی منفرد کتاب حاصل ہوئی۔ یہ کتاب اپنی حفاظت اور مستند ہونے کے اعتبار سے کسی بھی قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ مزید برآں وہ بائبل کے متعلق لکھتا ہے کہ بائبل میں بہت سے شعراء، مدبرین، اور قانون دانوں کا کام شامل ہے اور اس میں بہت سے باہم متضاد مسودات شامل ہیں۔

## حواشی وحوالہ جات

- ۱- التین ۴:۹۵ - ۲- المرعد ۱۳:۷
- ۳- یونس ۴۷:۱۰ - ۴- شوریٰ ۲۲:۱۳
- ۵- النساء ۴:۱۶۳
- ۶- ندوی، سید سلیمان، خطبات مدراس (ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۸۳ء) ص: ۴۶
- ۷- جامی، عبدالرحمن
۸. Freeman, R.J., : The Great Religions of the Modern World, P
- ۹- بلگرامی، سید علی، تمدن ہند، ص ۱۴۲ تا ۱۴۳
- ۱۰- انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا، ۲۳/۹۸۷
- ۱۱ Dhalla, M.N. History of Zoroastrianism, P:311
- ۱۲ Karen Armstrong, The Bible: The Biography: P:55-56
- ۱۳- انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا، (۱۹۵۸ء) ۱۶/۱۳-۱۷
- ۱۴- ندوی، سید سلیمان، خطبات مدراس، ص: ۳۶
- ۱۵- چوہدری، ڈاکٹر محمد اکرم، قرآن کریم ایک مسلسل معجزہ (اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء) ص: ۳۷
- ۱۶-
- ۱۷- Hitti, History of the Arabs, (Macmillan, London, 1986) p.111-112
- ۱۸- Lewis, Bernard, The Arabs in History, P.34
- ۱۹- Motzki, Harald, The Biography of Muhammad, the Issue of Sources leiden, Brill, (2000), p. xiv
- ۲۰- البقرہ ۲:۱۱۲ - ۲۱- اسلام اور مستشرقین، ۱۰۷/۱
- ۲۲- یونس ۱۰:۱۶
- ۲۳- Margoliouth: Muhammad and the Rise of Islam, P.iii
- ۲۴- سیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی، ص: ۴۰۶
- ۲۵- ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲/۲۳۳
- ۲۶- خطیب بغدادی، احمد بن علی، ابوبکر، تاریخ بغداد، ۳/۷
- ۲۷- عسقلانی، ابن حجر، تہذیب التہذیب، ۵/۵۴
- ۲۸- ابن قیم، زاد المعاد، جلد ۱
- ۲۹- محمد طفیل، نقوش، رسول نمبر، ۱/۶۰۱
- ۳۰- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، (دانش گاہ پنجاب)، ۴۴۴، عبدالحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، ص: ۴۱۰
- ۳۱- ڈاکٹر سید عبداللہ، فن سیرت نگاری پر ایک نظر / فکر و نظر، اسلام آباد، اپریل ۱۹۷۶ء
- ۳۲- ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۳/۵۱۰
- ۳۳- طہ ۲۰:۲۱
- ۳۴- القصص ۲۸:۲۹
- ۳۵- احمد بن حنبل، امام، المسند، ۱/۱۲۸
- ۳۶- بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (قدیمی کتب خانہ، لاہور)، ۱/۱۵۸

- ۳۷۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۱۰۷
- ۳۸۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن (دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء) رقم الحدیث: ۲۶۶۶۔
- ۳۹۔ ابن عبدالبر، جامع بیان العلم، ص: ۷۳
- ۴۰۔ امام بخاری، الجامع الصحیح، ۳۲۸/۱، امام مسلم، الجامع الصحیح، ۳۲۸/۱
- ۴۱۔ امام ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، ۱۵۸/۲
- ۴۲۔ ظفر، ڈاکٹر عبدالرؤف، التحدیث فی علوم الحدیث (مکتبہ قدوسیہ، لاہور) ص: ۶۷
- ۴۳۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، الوثائق الحمدیہ، ص: ۹۳۔ ندوی، سید سلیمان، خطبات مدراس، ص: ۴۶
- ۴۵۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ (نیشنل بک فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۸۵ء) ۳۹/۱
- ۴۶۔ الاحزاب: ۲۱/۳۳۔ ال عمران: ۳:۳۱
- ۴۸۔ غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات سیرت، (الفیصل ناشران، لاہور، ۲۰۰۸ء) ص: ۲۶۵-۲۵۹۔
- ۴۹۔ بلیاوی، عبدالحفیظ، مصباح اللغات، ص: ۳۱
- ۵۰۔ Encyclopedia of Britanica vol.ii,p-529
- ۵۱۔ عبدالکریم خان، پروفیسر، تاریخ نویسی اور تحقیقی طریقہ کار، ص 10
- ۵۲۔ عبدالکریم خان، پروفیسر، تاریخ نویسی اور تحقیقی طریقہ کار، ص 11
- ۵۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۴۹/۶
- ۵۴۔ Draper, A History of the Intellectual Development of Vol. 1,P.329--330 Europe, London,
- ۵۵۔ Michal Hart, The 100: A Ranking of the Most Influential Persons in History A,W, Visual Library, New York 1978)
- ۵۶۔ Bosworth,Smith, Muhammad and Muhammadanism, p:11-12
- ۵۷۔ Hitti,Makers of Arab History(Macmillan,London,1969) P.3
- ۵۸۔ غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات سیرت: ص 692
- ۵۹۔ Bosworth,Smith, Muhammad and Muhammadanism, p. 11-12
- ۶۰۔ مودودی، سیرت سرور عالم ﷺ، (مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ۱۹۷۹ء) ۱۲۰/۱، ۱۱۹
- ۶۱۔ علامہ اقبال، کلیات اقبال (بانگ درا) ص: ۲۵۶
- ۶۲۔ اسلام اور عربی ثقافت، ص: 166۔ مجلہ الجمع العلمی، دمشق ج 1 ص 25
- ۶۳۔ اسلام اور مستشرقین (دارالمصنفین اعظم گڑھ) ۱۸۲/۷
- ۶۵۔ Savary, Le Coran , 2nd ed. Levis, 1783
- ۶۶۔ Saurat, Denis, A History of Religions, Jonathan Cape, 1938